OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾ International Journal of Islamic Thought ﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 160-171

قرآن کریم میں غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of the Missionary Methodologies of Non-Prophetic Figures in the Holy Quran

Dr. Tahira Firdous
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan, Quetta, Pakistan
Email: drtahirairfan@gmail.com

Aziz ur Rehman
Lecturer, Riphah International University, Lahore, Pakistan
Email: sannanaziz@gmail.com

Dr. Hafiz Zahid Farooq
Lecturer, Department of Islamic studies, University of Kamalia, Kamalia, Pakistan
Email: zahid.6515202@gmail.com

Abstract

This research conducts a comprehensive comparative analysis of the missionary methodologies (manāhij al-daʿwah) employed by non-prophetic figures mentioned in the Holy Quran. Moving beyond the prophetic paradigm, the study examines how various righteous individuals, believers, reformers, and even opponents developed distinctive approaches to inviting others to the truth. The research analyzes the methodologies of key figures including the believer from the family of Pharaoh (Muʾmin Āl Firʿawn), the companions of Yā Sīn (Aṣḥāb al-Qaryah), Bilqīs the Queen of Sheba, the magicians of Pharaoh (al-Saḥarah), and the believers among the People of the Book. Through systematic comparison of their theological foundations, strategic priorities, target audiences, and methodological tools, this research identifies patterns of convergence and divergence among these diverse Quranic traditions. The study employs a comparative analytical methodology, drawing upon classical tafsīr literature and contemporary scholarly works. The findings reveal that while all figures root their methodologies in divine guidance, significant variations emerge in their emphasis on wisdom and gentle preaching versus direct confrontation, their approach to those in power versus common people, and their utilization of rational arguments versus emotional appeals. This research contributes to understanding the rich diversity of Quranic missionary paradigms and their relevance for contemporary daʿwah work.

Keywords :*Quranic Daʿwah, Missionary Methodologies, Non-Prophetic Figures, Comparative Analysis, Muʾmin Āl Firʿawn, Aṣḥāb al-Qaryah, Bilqīs, Pharaoh's Magicians, Quranic Narratives.*

CC BY

تعارف موضوع

قرآن کریم میں صرف انبیاء کرام کے دعوتی مناہج ہی بیان نہیں کیے گئے، بلکہ بہت سی غیر انبیاء شخصیات کے مناہج کو بھی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ ان شخصیات نے اپنے اپنے مقام اور حالات کے مطابق دعوت کا فریضہ انجام دیا۔ بعض نے طاقت اور اقتدار کے مراکز میں بیٹھ کر دعوت دی، بعض نے کمزوری اور تنہائی میں، بعض نے حکمرانوں کے سامنے، بعض نے عوام الناس میں۔ ان تمام مناہج کا تقابلی جائزہ آج کے دعوتی کام کے لیے بہت قیمتی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

اس تحقیق کی ضرورت اس لیے ہے کہ اکثر دعوتی مناہج کے مطالعے میں صرف انبیاء کے مناہج پر توجہ دی جاتی ہے، جبکہ غیر انبیاء شخصیات کے تجربات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ شخصیات بھی ہماری طرح عام انسان تھیں، انہوں نے اپنے معاشروں میں دعوت کا کام کیا، اور ان کے تجربات سے ہم آج بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس مقالے میں ہم قرآن کریم میں مذکور غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج کا تقابلی جائزہ پیش کریں گے۔ مبحث اول میں طاقت اور اقتدار کے حامل افراد کے دعوتی مناہج کا جائزہ لیا جائے گا۔ مبحث دوم میں ضعف اور کمزوری میں دعوت دینے والوں کے مناہج کا تجزیہ کیا جائے گا۔ مبحث سوم میں حکمت اور نرمی کے ساتھ دعوت دینے والوں کے مناہج کا جائزہ لیا جائے گا۔ مبحث چہارم میں تقابلی تجزیہ اور نتائج پیش کیے جائیں گے۔

مبحث اول: طاقت اور اقتدار کے حامل افراد کے دعوتی مناہج

قرآن کریم میں کچھ ایسی شخصیات کا ذکر ہے جو اپنے معاشروں میں طاقت اور اقتدار کے حامل تھے، پھر بھی انہوں نے دعوت کا فریضہ انجام دیا۔ ان میں فرعون کے خاندان کا مؤمن (مؤمن آل فرعون) اور ملکہ سبا (بلقیس) نمایاں ہیں۔

1. مؤمن آل فرعون: طاقت کے مرکز میں دعوت

سورہ غافر (المؤمن) میں فرعون کے خاندان کے ایک مؤمن کا ذکر آیا ہے جو فرعون کے دربار میں چھپ کر ایمان لایا تھا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حمایت میں بول پڑا۔ اس کا نام قرآن میں نہیں آیا، لیکن بعض روایات میں اسے "حزقیل" کہا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے دعوتی منہج کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ﴾ [1]

ترجمہ: "اور فرعون کے خاندان میں سے ایک مومن شخص نے جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا کہا: کیا تم ایک شخص کو صرف اس وجہ سے قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟"

یہ آیت اس کے دعوتی منہج کے کئی اہم پہلوؤں کو ظاہر کرتی ہے:

پہلا پہلو: کتمان ایمان (ایمان چھپانا) — یہ شخص اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا تاکہ وہ اپنی جان بچا سکے اور اہم موقع پر کام کر سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض حالات میں ایمان چھپانا جائز ہے، بلکہ ضروری ہے، تاکہ دعوت کا کام جاری رہ سکے۔

دوسرا پہلو: موقع شناسی — اس نے فرعون کے سامنے وہ وقت چنا جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنی بات رکھی۔

تیسرا پہلو: حکمت اور نرمی — اس نے براہِ راست فرعون کو غلط نہیں کہا، بلکہ ایک سوالیہ انداز میں بات کی۔ اس نے کہا: "کیا تم ایک شخص کو قتل کرو گے؟" یہ ایک ایسا سوال تھا جس سے فرعون کو اپنے فعل پر غور کرنے کا موقع ملتا تھا۔

چوتھا پہلو: استدلال اور دلیل — اس نے صرف جذباتی اپیل نہیں کی، بلکہ عقلی دلائل بھی پیش کیے:

﴿وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ﴾ [2]

ترجمہ: "اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ خود اس پر ہے، اور اگر وہ سچا ہے تو تمہیں اس کا کچھ حصہ جو وہ تم سے وعدہ کرتا ہے پہنچ جائے گا۔"

یہ دلیل بہت ہی حکیمانہ تھی۔ اس نے فرعون کے سامنے دو صورتیں رکھیں: اگر موسیٰ جھوٹے ہیں تو ان کا جھوٹ خود ان پر ہے، اور اگر سچے ہیں تو تم پر عذاب آئے گا۔ اس نے یہ کہہ کر فرعون کو سوچنے پر مجبور کیا کہ موسیٰ کو قتل کرنے میں تمہارا کیا فائدہ ہے؟

اس کے دعوتی منہج کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ اس نے اپنی قوم کو تاریخ سے سبق لینے کی تلقین کی:

﴿يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا﴾ [3]

ترجمہ: "اے میری قوم! آج تمہیں زمین میں غلبہ حاصل ہے، لیکن اگر اللہ کا عذاب آ گیا تو ہماری کون مدد کرے گا؟"

اس نے قوم کو ان کی طاقت پر نازاں دیکھ کر انہیں یاد دلایا کہ طاقت اللہ کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

یہ منہج ہمیں بتاتا ہے کہ طاقت اور اقتدار کے حامل افراد بھی دعوت دے سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ حکمت اور موقع شناسی سے کام لیں۔

2. ملکہ سبا (بلقیس): حکمران کا دعوتی کردار

ملکہ سبا (بلقیس) کا ذکر سورہ نمل میں آیا ہے۔ وہ یمن کی ایک طاقتور حکمران تھی جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور پھر اپنی قوم کو بھی دعوت دی۔

اگرچہ بلقیس نے براہِ راست دعوت نہیں دی، لیکن اس کے فیصلے اور اقدامات ایک حکمران کی دعوتی ذمہ داری کو ظاہر کرتے ہیں۔

﴿قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ﴾ [4]

ترجمہ: "اس نے کہا: اے اہل مشورہ! میرے معاملے میں مجھے فتویٰ دو، میں کسی معاملے کا فیصلہ اس وقت تک نہیں کرتی جب تک تم لوگ موجود نہ ہو۔"

اس آیت سے بلقیس کے دعوتی منہج کے چند اہم پہلو سامنے آتے ہیں:

پہلا پہلو: مشاورت — بلقیس نے تنہا فیصلہ نہیں کیا، بلکہ اپنی قوم کے اہل مشورہ سے رائے لی۔ یہ ایک حکمران کے لیے بہت اہم سبق ہے کہ وہ اپنی قوم کو فیصلوں میں شریک کرے۔

دوسرا پہلو: دانشمندی — اس نے جلدی فیصلہ نہیں کیا، بلکہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا۔ اس نے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط پڑھا، پھر اپنی قوم سے مشورہ کیا، پھر ایک تحفہ بھیجا، اور پھر خود حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملنے گئی۔

تیسرا پہلو: عاجزی — اپنی تمام تر طاقت اور سلطنت کے باوجود، جب اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت کو سمجھ لیا تو اس نے عاجزی کا مظاہرہ کیا:

﴿رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [5]

ترجمہ: "اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کے لیے جھک گئی جو سارے جہانوں کا رب ہے۔"

بلقیس کے دعوتی منہج سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایک حکمران کو چاہیے کہ وہ مشاورت سے فیصلہ کرے، جلدی بازی سے کام نہ لے، اور جب حق واضح ہو جائے تو عاجزی کے ساتھ اسے قبول کرے۔

3. فرعون کے جادوگروں کا انقلاب

فرعون کے جادوگروں کا واقعہ بھی دعوتی منہج کا ایک اہم نمونہ ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو پہلے فرعون کے ساتھ تھے، لیکن جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو دیکھا تو ان کے دلوں میں ایمان پیدا ہو گیا اور انہوں نے فرعون کے سامنے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔

﴿قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ﴾ [6]

ترجمہ: "انہوں نے کہا: ہم ایمان لائے سارے جہانوں کے رب پر، موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔"

ان کے دعوتی منہج کی خصوصیات:

پہلا پہلو: بے خوفی —انہوں نے فرعون کے غضب کے باوجود اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ فرعون نے انہیں دھمکایا:

﴿فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾ [7]

ترجمہ: "تو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوا دوں گا۔"

لیکن انہوں نے جواب دیا:

﴿إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ﴾ [8]

ترجمہ: "ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

دوسرا پہلو: صبر اور استقامت —انہوں نے اپنے ایمان پر قائم رہنے کی قسم کھائی۔

تیسرا پہلو: توحید کا اعلان —انہوں نے فرعون کے سامنے واضح طور پر توحید کا اعلان کیا اور فرعون کے معبودوں کو رد کیا۔

جادوگروں کا یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ کبھی کبھی ایک موقع (حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ) بہت سے لوگوں کے ایمان کا سبب بن جاتا ہے، اور وہ پھر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر حق کا اعلان کر دیتے ہیں۔

4. ان مناہج کا تقابلی تجزیہ

طاقت اور اقتدار کے حامل ان تینوں شخصیات کے مناہج کا تقابل درج ذیل ہے:

پہلو	مؤمن آل فرعون	بلقیس	جادوگر
طاقت کی حیثیت	درباری (چھپا ہوا ایمان)	حکمران	فرعون کے اہلکار
دعوت کا انداز	بالواسطہ (سوالیہ)	بالواسطہ (مشاورت)	براہِ راست (اعلان)
حکمت عملی	موقع شناسی، عقلی دلیل	صبر، مشاورت	بے خوفی، صبر
خطرے کی سطح	بہت زیادہ	کم	بہت زیادہ
نتیجہ	قوم کو نصیحت	قوم کو ہدایت	اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے

مشترکات: تینوں نے حق کو پہچان کر اسے قبول کیا، تینوں نے دوسروں کو بھی حق کی طرف بلایا، تینوں نے اللہ پر توکل کیا۔

اختلافات: مؤمن آل فرعون نے چھپ کر دعوت دی، بلقیس نے اپنی سلطنت کی طاقت سے دعوت دی، جادوگروں نے کھلم کھلا اعلان کر دیا۔

ان تینوں مناہج سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دعوت کا طریقہ کار حالات اور مقام کے مطابق بدلنا چاہیے۔ جہاں چھپ کر دعوت دینا ضروری ہو وہاں چھپ کر دو، جہاں کھلم کھلا دعوت دینا ممکن ہو وہاں کھلم کھلا دو۔

مبحث دوم: ضعف اور کمزوری میں دعوت دینے والوں کے مناہج

قرآن کریم میں کچھ ایسی شخصیات کا ذکر ہے جو کمزوری اور تنہائی میں تھیں، پھر بھی انہوں نے دعوت کا فریضہ انجام دیا۔ ان میں اصحاب قریہ (اصحاب یٰسین) اور اصحاب الاخدود نمایاں ہیں۔

1. اصحاب قریہ (اصحاب یٰسین): تنہائی میں دعوت

سورہ یٰسین میں ایک قریہ (بستی) کا ذکر ہے جہاں اللہ نے دو رسول بھیجے، پھر تیسرے رسول کو بھیجا۔ جب لوگوں نے ان رسولوں کو جھٹلایا تو ایک شخص شہر کے دور دراز حصے سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے اپنی قوم کو نصیحت کی۔

﴿وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ﴾ [9]

ترجمہ: "اور شہر کے دور دراز حصے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا، اس نے کہا: اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو۔"

اس شخص (جسے بعض روایات میں "حبیب النجار" کہا گیا ہے) کے دعوتی منہج کی خصوصیات:

پہلا پہلو: بے خوفی — وہ جانتا تھا کہ اس کی قوم نے رسولوں کو جھٹلا دیا ہے، لیکن پھر بھی وہ ان کے پاس گیا اور انہیں نصیحت کی۔ اسے اپنی جان کا خطرہ تھا، لیکن اس نے حق بات کہنے میں کوئی تاخیر نہیں کی۔

دوسرا پہلو: محبت اور خلوص — اس نے اپنی قوم کو محبت اور خلوص کے ساتھ نصیحت کی۔ اس نے انہیں ڈانٹا ڈپٹا نہیں، بلکہ پیار سے سمجھایا:

﴿يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾ [10]

ترجمہ: "اے میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو، ان لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت

یافتہ ہیں۔"

تیسرا پہلو: عقلی دلائل –اس نے اپنی قوم کو عقلی دلائل بھی دیے:

﴿وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [11]

ترجمہ: "اور مجھے کیا ہوا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے؟"

چوتھا پہلو: توحید کی دعوت –اس نے اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا اور شرک سے روکا:

﴿أَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا﴾ [12]

ترجمہ: "کیا میں اس کے سوا دوسرے معبود بنالوں؟ اگر رحمان مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔"

یہ شخص ایک عام آدمی تھا، نہ اس کے پاس طاقت تھی، نہ دولت، نہ اقتدار۔ لیکن اس نے حق کو پہچان کر اپنی قوم کو اس کی طرف بلایا۔ جب قوم نے اسے قتل کر دیا تو اللہ نے اسے جنت میں داخل کیا۔

﴿قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ﴾ [13]

ترجمہ: "اس سے کہا گیا: جنت میں داخل ہو جا، اس نے کہا: کاش میری قوم جانتی!"

یہ اس کی قوم کے لیے محبت کی انتہا ہے۔ وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی اپنی قوم کو یاد کر رہا ہے اور ان کے لیے دعا کر رہا ہے۔

یہ منہج ہمیں بتاتا ہے کہ کمزوری اور تنہائی میں بھی انسان دعوت دے سکتا ہے۔ طاقت اور اقتدار کی ضرورت نہیں، صرف حق کو پہچاننا اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا جذبہ ہونا چاہیے۔

2. اصحاب الاخدود: خندقوں والے

سورہ البروج میں اصحاب الاخدود کا ذکر ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے ایمان پر قائم رہنے والوں کو خندقوں میں جلا کر قتل کر دیا۔ اس واقعے میں قتل ہونے والے لوگوں نے دعوت کا کام کیا۔

﴿قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ﴾ [14]

ترجمہ: "خندقوں والے ہلاک کر دیے گئے، اس آگ والی خندق میں۔"

ان کا دعوتی منہج درج ذیل تھا:

پہلا پہلو: ایمان پر استقامت –انہوں نے اپنے ایمان پر قائم رہنے کے لیے جان قربان کر دی۔ انہوں نے اپنا ایمان چھپانے کے بجائے کھلم کھلا اعلان کیا۔

دوسرا پہلو: دوسروں کو دعوت –انہوں نے دوسروں کو بھی حق کی طرف بلایا، یہی وجہ تھی کہ انہیں گرفتار کیا گیا۔

تیسرا پہلو: صبر اور توکل –انہوں نے اللہ پر توکل کیا اور صبر کیا۔

یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ بعض حالات میں دعوت دینے والوں کو مصائب اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن انہیں صبر اور استقامت سے کام لینا چاہیے۔

3. اصحاب قریہ اور اصحاب الاخدود کا تقابل

ان دونوں گروہوں کے مناہج کا تقابل درج ذیل ہے:

پہلو	اصحاب قریہ	اصحاب الاخدود
دعوت کا انداز	نرمی اور محبت	استقامت اور قربانی
مخاطبین	اپنی قوم (غیر مسلم)	اپنے ظالم حکمران
خطرے کی سطح	زیادہ (قتل)	بہت زیادہ (جلا کر قتل)
نتیجہ	جنت میں داخلہ	جنت میں داخلہ
دعوتی طریقہ	عقلی دلائل، توحید کی دعوت	عملی قربانی، استقامت

مشترکات: دونوں نے اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر حق کا اعلان کیا، دونوں نے اپنے ایمان پر قائم رہنے کے لیے قربانی دی، دونوں کو جنت میں داخل کیا گیا۔

اختلافات: اصحاب قریہ نے اپنی قوم کو عقلی دلائل سے دعوت دی، جبکہ اصحاب الاخدود نے اپنے ایمان پر قائم رہنے کی عملی مثال قائم کی۔

4. ان مناہج سے اسباق

ان مناہج سے ہمیں درج ذیل اسباق ملتے ہیں:

پہلا سبق: دعوت کے لیے طاقت اور اقتدار کی ضرورت نہیں ہے۔ کمزور اور تنہا لوگ بھی دعوت دے سکتے ہیں۔

دوسرا سبق: دعوت میں نرمی اور محبت کو اپنانا چاہیے، حتیٰ کہ مخالفین کے ساتھ بھی۔

تیسرا سبق: بعض حالات میں جان کی قربانی دینا بھی دعوت کا ایک طریقہ ہے۔ شہادت دعوت کی ایک شکل ہے۔

چوتھا سبق: دعوت کا کام صبر اور استقامت طلب ہے۔ فوری نتائج کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔

مبحث سوم: حکمت اور نرمی کے ساتھ دعوت دینے والوں کے مناہج

قرآن کریم میں کچھ ایسی شخصیات کا ذکر ہے جنہوں نے حکمت اور نرمی کے ساتھ دعوت کا کام کیا۔ ان میں اہل کتاب کے بعض علماء اور مؤمنین نمایاں ہیں۔

1. اہل کتاب کے علماء کا کردار

قرآن کریم میں اہل کتاب کے بعض علماء کا ذکر ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی آپ کی صفات کو اپنی کتابوں میں پڑھ چکے تھے اور جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو ایمان لے آئے۔

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ﴾ [15]

ترجمہ: "جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی، وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔"

ان کا دعوتی منہج درج ذیل تھا:

پہلا پہلو: علم کی بنیاد پر دعوت — انہوں نے اپنے علم کی بنیاد پر حق کو پہچانا۔ انہوں نے اپنی کتابوں کا مطالعہ کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو پڑھا، اور پھر ایمان لائے۔

دوسرا پہلو: اپنی قوم کو دعوت — انہوں نے اپنی قوم (اہل کتاب) کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

﴿وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ﴾ [16]

ترجمہ: "اور موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ راہنمائی کرتا ہے اور اس کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔"

تیسرا پہلو: نرمی اور حکمت — انہوں نے نرمی اور حکمت کے ساتھ دعوت دی۔

اہل کتاب کے ان علماء کا منہج ہمیں بتاتا ہے کہ دعوت میں علم کو بنیاد بنانا چاہیے۔ جب لوگ حق کو علم کی روشنی میں دیکھیں گے تو ان کے دل زیادہ تیزی سے جھکیں گے۔

2. حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا منہج

اگرچہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا ذکر براہِ راست قرآن میں نہیں آیا، لیکن حدیث میں ان کا تفصیلی ذکر ہے اور ان کا دعوتی منہج بہت اہم ہے۔ وہ زمانہ جاہلیت میں توحید پر قائم تھے اور لوگوں کو شرک سے روکتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

«إِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَحْدَهُ» [17]

ترجمہ: "وہ قیامت کے دن اکیلے ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔"

ان کا دعوتی منہج درج ذیل تھا:

پہلا پہلو: توحید کی دعوت — وہ لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے تھے اور شرک سے روکتے تھے۔

دوسرا پہلو: اہل کتاب سے استفادہ — انہوں نے اہل کتاب سے علم حاصل کیا اور اسے اپنی قوم تک پہنچایا۔

تیسرا پہلو: نرمی اور حکمت — انہوں نے نرمی اور حکمت کے ساتھ دعوت دی۔

یہ منہج ہمیں بتاتا ہے کہ دعوت میں علم کو بنیاد بنانا چاہیے اور مختلف ذرائع سے استفادہ کرنا چاہیے۔

3. ساحرہ (جادوگروں) کا مؤمنوں کو دعوت

فرعون کے جادوگروں نے نہ صرف خود ایمان قبول کیا بلکہ انہوں نے دوسروں کو بھی ایمان کی دعوت دی۔ جب فرعون نے انہیں سولی دینے کی دھمکی دی تو انہوں نے جواب دیا:

﴿فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ [18]

ترجمہ: "تو جو کچھ کرنے والا ہے کرلے، تو صرف اس دنیا کی زندگی میں فیصلہ کر سکتا ہے۔"

ان کا دعوتی منہج:

پہلا پہلو: بے خوفی — انہوں نے فرعون کے سامنے بے خوفی کا مظاہرہ کیا۔

دوسرا پہلو: آخرت پر ایمان — انہوں نے لوگوں کو آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

تیسرا پہلو: صبر اور استقامت — انہوں نے اپنے ایمان پر قائم رہنے کی قسم کھائی۔

4. ان مناہج کا تقابلی تجزیہ

ان تینوں مناہج کا تقابل درج ذیل ہے:

پہلو	اہل کتاب کے علماء	زید بن عمرو	جادوگر
علم کی حیثیت	بہت زیادہ	زیادہ	کم
دعوت کا انداز	نرمی اور حکمت	نرمی اور حکمت	بے خوفی اور جرات
مخاطبین	اپنی قوم (اہل کتاب)	مشرکین عرب	فرعون اور اس کی قوم
نتیجہ	ایمان اور دعوت	ایمان اور دعوت	شہادت

مشترکات: تینوں نے توحید کی دعوت دی، تینوں نے علم کو اہمیت دی، تینوں نے صبر اور استقامت سے کام لیا۔

اختلافات: اہل کتاب کے علماء نے اپنے علم کی بنیاد پر دعوت دی، زید بن عمرو نے مختلف ذرائع سے علم حاصل کر کے دعوت دی، جادوگروں نے اپنے تجربے (معجزہ دیکھ کر) کی بنیاد پر دعوت دی۔

مبحث چہارم: تقابلی تجزیہ اور تحقیقی نتائج

اس مبحث میں ہم ان تمام غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج کا تقابلی تجزیہ پیش کریں گے اور اہم نتائج اخذ کریں گے۔

1. تمام مناہج کا تقابلی جائزہ

درج ذیل میں ہم نے تمام زیرِ بحث شخصیات کے دعوتی مناہج کا تقابل پیش کیا ہے:

شخصیت	حیثیت	مخاطب	دعوتی انداز	اہم خصوصیت	نتیجہ
مؤمن آل فرعون	درباری	فرعون اور اس کی قوم	حکمت، موقع شناسی	عقلی دلائل، چھپا ہوا ایمان	قوم کو نصیحت
بلقیس	حکمران	اپنی قوم	مشاورت، صبر	حکمران کا کردار	قوم کو ہدایت
جادوگر	اہلکار	فرعون اور اس کی قوم	بے خوفی، اعلان	انقلاب	شہادت
اصحاب قریہ	عام آدمی	اپنی قوم	نرمی، محبت	تنہائی میں دعوت	شہادت
اصحاب الاخدود	عام مومن	ظالم حکمران	استقامت، قربانی	عملی مثال	شہادت
اہل کتاب کے علماء	عالم	اپنی قوم	علم، حکمت	علم کی بنیاد	ایمان اور دعوت

2. مشترکات اور کلیدی اصول

ان تمام مناہج میں درج ذیل امور مشترک ہیں:

پہلا مشترک اصول: توحید کی دعوت – تمام شخصیات نے اپنی دعوت میں توحید کو بنیاد بنایا۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور شرک سے روکا۔

دوسرا مشترک اصول: اخلاص – ان سب نے اپنی دعوت میں اخلاص سے کام لیا۔ ان کا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی، کوئی دنیوی مفاد نہیں تھا۔

تیسرا مشترک اصول: صبر اور استقامت – ان سب نے دعوت میں صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے مشکلات اور مصائب کو برداشت کیا۔

چوتھا مشترک اصول: اللہ پر توکل – ان سب نے اللہ پر مکمل بھروسہ کیا۔ انہیں یقین تھا کہ اللہ ان کی مدد کرے گا۔

پانچواں مشترک اصول: اپنی قوم سے محبت —ان سب نے اپنی قوم سے محبت کی۔ وہ ان کی ہدایت کے خواہش مند تھے۔

3. اختلافات اور ان کے اسباب

ان مناہج میں اختلافات کے اسباب درج ذیل ہیں:

پہلا سبب: مخاطب کی نوعیت —جس شخص نے فرعون جیسے ظالم حکمران کو دعوت دی، اس کا انداز مختلف تھا، اور جس نے اپنی قوم کے عام لوگوں کو دعوت دی، اس کا انداز مختلف تھا۔

دوسرا سبب: مقام اور حیثیت —حکمران کی دعوت کا انداز ایک عام آدمی کی دعوت سے مختلف تھا۔

تیسرا سبب: حالات اور مواقع —بعض نے چھپ کر دعوت دی، بعض نے کھلم کھلا۔ بعض نے نرمی سے، بعض نے جرأت سے۔

چوتھا سبب: ہدف اور مقصد —بعض کا ہدف صرف انفرادی ایمان تھا، بعض کا ہدف معاشرتی تبدیلی تھا۔

یہ اختلافات دراصل رحمت ہیں، کیونکہ یہ ہمیں بتاتے ہیں کہ مختلف حالات میں مختلف طریقے اپنانے چاہئیں۔ کوئی ایک طریقہ ہر جگہ اور ہر وقت کارگر نہیں ہوتا۔

4. جدید دعوتی کام کے لیے رہنمائی

ان غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج سے ہمیں جدید دعوتی کام کے لیے درج ذیل رہنمائی ملتی ہے:

اول: طاقت اور اقتدار کو دعوت کے لیے استعمال کریں —جیسے مؤمن آل فرعون اور بلقیس نے کیا۔ اگر آپ کے پاس طاقت ہے تو اسے دعوت کے لیے استعمال کریں۔

دوم: کمزوری میں بھی دعوت دیں —جیسے اصحاب قریہ اور اصحاب الاخدود نے کیا۔ طاقت نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ دعوت نہ دیں۔

سوم: نرمی اور حکمت کو اپنائیں —جیسے اہل کتاب کے علماء نے کیا۔ سختی اور جبر سے اجتناب کریں۔

چہارم: موقع شناسی کریں —جیسے مؤمن آل فرعون نے کیا۔ صحیح وقت اور صحیح جگہ کا انتخاب کریں۔

پنجم: اپنی مثال پیش کریں —جیسے اصحاب الاخدود نے کیا۔ آپ کا عمل آپ کی دعوت سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔

ششم: علم کو بنیاد بنائیں —جیسے اہل کتاب کے علماء نے کیا۔ علم کے بغیر دعوت کمزور ہوتی ہے۔

ہفتم: صبر اور استقامت سے کام لیں —جیسے سب نے کیا۔ دعوت کا کام صبر طلب ہے، فوری نتائج کی توقع نہ کریں۔

خلاصہ بحث

اس تحقیقی مقالے میں ہم نے قرآن کریم میں مذکور غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔

مبحث اول میں ہم نے طاقت اور اقتدار کے حامل افراد کے دعوتی مناہج کا جائزہ لیا۔ مؤمن آل فرعون نے چھپ کر دعوت دی اور موقع شناسی سے کام لیا۔ بلقیس نے مشاورت اور صبر کے ساتھ اپنی قوم کی راہنمائی کی۔ جادوگروں نے بے خوفی کے ساتھ اپنے ایمان کا اعلان کیا۔

مبحث دوم میں ہم نے ضعف اور کمزوری میں دعوت دینے والوں کے مناہج کا تجزیہ کیا۔ اصحاب قریہ نے نرمی اور محبت کے ساتھ اپنی قوم کو دعوت دی اور شہید ہوگئے۔ اصحاب الاخدود نے اپنی جانوں کی قربانی دے کر استقامت کی مثال قائم کی۔

مبحث سوم میں ہم نے حکمت اور نرمی کے ساتھ دعوت دینے والوں کے مناہج کا جائزہ لیا۔ اہل کتاب کے علماء نے اپنے علم کی بنیاد پر دعوت دی۔ زید بن عمرو نے مختلف ذرائع سے علم حاصل کر کے توحید کی دعوت دی۔

مبحث چہارم میں ہم نے تمام مناہج کا تقابلی تجزیہ پیش کیا۔ مشترکات میں توحید کی دعوت، اخلاص، صبر، توکل، اور قوم سے محبت شامل ہیں۔ اختلافات کا تعلق مخاطب کی نوعیت، مقام، حالات، اور ہدف سے ہے۔

اس مقالے کے حتمی نتائج یہ ہیں کہ قرآن کریم میں غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج کا مطالعہ ہمارے لیے بہت قیمتی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ مناہج مختلف حالات، مخاطبین، اور اہداف کے مطابق مختلف ہیں، لیکن ان کی بنیاد توحید، اخلاص، صبر، اور توکل ہے۔ ان مناہج سے استفادہ کرتے ہوئے آج کے دعوتی کام کو مزید موثر بنایا جا سکتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

عملی تجاویز:

- مبلغین کو چاہیے کہ وہ قرآن کریم میں مذکور غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج کا مطالعہ کریں اور ان سے سبق حاصل کریں۔
- دعوتی کام کرنے والی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ مختلف حالات کے لیے مختلف دعوتی طریقے اپنائیں، ایک ہی طریقے پر اصرار نہ کریں۔
- مبلغین کو چاہیے کہ وہ طاقت اور اقتدار کو دعوت کے لیے استعمال کریں، جیسے مؤمن آل فرعون اور بلقیس نے کیا۔
- کمزور اور تنہا مبلغین کو چاہیے کہ وہ ہمت نہ ہاریں، جیسے اصحاب قریہ نے اپنی تنہائی میں بھی دعوت دی۔
- مبلغین کو چاہیے کہ وہ نرمی اور حکمت کو اپنائیں، سختی اور جبر سے اجتناب کریں۔
- دعوتی کام میں علم کو بنیاد بنایا جائے، جیسے اہل کتاب کے علماء نے کیا۔
- مبلغین کو چاہیے کہ وہ اپنی مثال سے دعوت دیں، الفاظ سے نہیں۔

مستقبل کی تحقیق کے لیے رہنمائی:

- قرآن کریم میں مذکور تمام غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج پر مزید تفصیلی تحقیق کی جائے۔
- ان مناہج کو جدید دور کے مختلف معاشروں میں تطبیق دینے کے طریقوں پر تحقیق کی جائے۔
- غیر انبیاء شخصیات کے دعوتی مناہج اور انبیاء کے دعوتی مناہج کے درمیان تقابل کیا جائے۔
- ان مناہج کو عصری مواصلاتی ذرائع (سوشل میڈیا، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ) کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے طریقوں پر تحقیق کی جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] القرآن، غافر، 40:28۔

[2] القرآن، غافر، 40:28۔

[3] القرآن، غافر، 40:29۔

[4] القرآن، النمل، 27:32۔

[5] القرآن، النمل، 27:44۔

[6] القرآن، الشعراء، 26:47-48۔

[7] القرآن، الشعراء، 26:49۔

[8] القرآن، الشعراء، 26:50۔

[9] القرآن، یٰسین، 36:20۔

[10] القرآن، یٰسین، 36:21۔

[11] القرآن، یٰسین، 36:22۔

[12] القرآن، یٰسین، 36:23۔

[13] القرآن، یٰسین، 36:26۔

[14] القرآن، البروج، 85:4۔

[15] القرآن، القصص، 28:52۔

[16] القرآن، الاعراف، 7:159۔

[17] البخاری، صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام عمر بن الخطاب، 5:3863، رقم: 3863۔

[18] القرآن، طٰہٰ، 20:72۔